آغا خانی فرقہ

اسماعیلیہ کی مختصر تاریخ

از جناب ملک ابوالمحمود ہدایت اللہ صاحب سوہدروی (سندھ)

(۲)

حسن بن صباح پانچویں صدی ہجری کے نصف میں خراسان کے شہر طوس میں نظام الملک اور عمر خیام کا مشہور دوست اور ہم جماعت حسن بن صباح پیدا ہوا چونکہ اس کا باپ اپنا سلسلہ حمیری (عربی) خاندان کے کسی صباح نامی مشہور شخص سے ملاتا تھا اس لئے حسن خود کو ابن صباح کہلانے لگا اور چونکہ اس کا باپ اثنا عشری شیعہ تھا اس لئے اوائل جوانی میں یہ بھی اسی فرقہ کا معتقد تھا مگر حسن فلسفی تھا اور اسماعیلی فرقہ بھی فلسفیانہ مذہب رکھنے کا مدعی تھا۔ اور یہ مذہب اختیار کرنے سے حسن کو ایک حکومت یعنی خلفائے فاطمیین کی طرف سے ہر طرح کی مدد بھی مل سکتی تھی۔ اس لئے حسن اسماعیلی ہو گیا قلعہ الموت کا مالک مہدی بھی فاطمی اور اسماعیلی تھا حسن کی خطابت، عبادت، ریاضت، دعوت، تبلیغ، "زہد" "تقویٰ" کا اس پر اور جملہ عوام پر بڑا اثر ہوا۔ حسن نے بظاہر نظر عنایت سے ایک روز مہدی سے اپنی عبادت کے واسطے تین ہزار دینار میں صرف ایک چرسہ زمین طلب کی۔ جس کو مہدی نے بڑی نوازش اور کرم سمجھ کر فوراً تسلیم کر لیا۔ روپیہ وصول کر لیا حسن نے چرسہ کی بڑی باریک ڈوری کٹوا کر قلعہ اور تمام اراضی ملحقہ کا احاطہ کر لیا مہدی بہت سٹ پٹایا مگر حسن کے مرید مرنے مارنے کو تیار ہو گئے۔ مہدی کو مع اہل وعیال قلعہ سے باہر نکال دیا اور خود قلعہ پر قابض ہو گیا۔ پھر فدائیوں کی فوج اور فدائیت سے یہاں تک ترقی ہوئی کہ ۴۸۳ھ میں حسن نہ صرف قلعہ الموت کا بلا شرکت غیرے مالک ہو گیا۔ بلکہ عراق وعجم کا تمام کوہستانی علاقہ قاین۔ برخند و۔ طبس وغیرہ شہر بھی اس کے قبضہ میں آ گئے۔ قلعہ الموت کسی حالت میں بھی فتح نہ ہو سکتا تھا کیونکہ

ایک درہ کے سوا باقی چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ تھے۔ اور درہ پر حسن کے دہ ہزار فدائی ہر وقت متعین رہتے تھے۔ حسن کو یقین تھا کہ شہید ہوتے ہی ہم اس بہشت میں چلے جائیں گے جس کا نظارہ حسن ہر ایک فدائی کو اسی زندگی میں ایک بار کرا چکا تھا۔

حسن کی جنت حسن نے قلعہ الموت سے ملحقہ پہاڑوں کے اندر ہی میلوں میں ایک جنت تیار کی ہوئی تھی۔ جو کہ حور و غلمان، انہار و اشجار، محلات ہر قسم کے لذیذ میوؤں اور خوشبودار پھولوں کے باغات سے ایک جنت بلکہ رشک جنت معلوم ہوتی تھی۔ حسن جس مرید میں اپنا فدائی بننے کی صلاحیت دیکھتا تھا حشیش جس کو بھنگ کہا جاتا ہے اس علاقہ کے لوگ اس کا استعمال تو کیا نام بھی نہ جانتے تھے حسن نے اس کا بڑا لذیذ شربت تیار کیا ہوا تھا وہ شربت ہونے والے فدائی کو پلا دیا جاتا۔ پینے کے چند منٹ بعد اس کو معلوم ہوتا گویا کہ وہ آسمان کی طرف پرواز کر رہا ہے۔ پھر بے ہوش ہو جاتا تو ہوش آنے پر اپنے کو وہ اس رشکِ جنت کے ایک بنگلہ میں بڑے قیمتی لباس میں ملبوس، صاف ستھرے بستر اور اعلےٰ پلنگ پر لیٹا ہوا پاتا۔ پائنتی پر حوریں مورچھل کرتی ہوئی نظر آتیں۔ سامنے غلمان دست بستہ کھڑے ہوتے حوریں سوائے وصال کے اس کی ہر طرح خدمت کرتیں۔ رنگا رنگ کے لذیذ اور پر لطف کھانے ہر وقت تیار ملتے۔ اور ہر چیز اشارہ کرتے ہی مہیا ہو جاتی غرضیکہ حوریں اس کو یقین دلا دیتیں کہ یہ جنت اصلی جنت ہی ہے اور ہم تمہاری عاشق زار ہیں۔ براہ کرم اب دنیا میں جا کر جلدی جام شہادت نوش فرما کر تشریف لے آئیں۔ تاکہ ابدالآباد تک ہمارا آپ کا وصل و صال ہوتا رہے۔ چند روز کے بعد پھر وہی شربت پلا کر سابقہ لباس پہنا کر واپس کر دیا جاتا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد حسن کے سامنے حاضر کیا جاتا۔ حسن اس سے جنت کے حالات دریافت کرتا پھر کہتا کہ بس جامِ شہادت کی ضرورت ہے تم خود بخود وہاں پہنچ جاؤ گے اور عیش اڑاؤ گے۔ اب یہ فدائی خود ہی شہادت کی تمنا لئے ہوئے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ بھنگ کے استعمال کی وجہ سے اس فرقہ کا نام حشیشین (یعنی بھنگ والے) مورخین نے لکھا ہے اور اپنے خفیہ مشن کی وجہ سے باطنی بھی کہلاتے ہیں۔

ابن صباح کے عقائد حسن کا خیال تھا کہ اللہ تعالےٰ کی کوئی بھی صفت نہیں ہے

اگر صفت ہو تو مخلوق ہو جاتی ہے۔ اگر ہم اس کو قادر کہتے ہیں تو یہ نہیں کہ اس میں قدرت ہے بلکہ وہ قدرت دے سکتا ہے۔ خدا کے ساتھ لفظ وجود کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ نہ وہ موجود ہے نہ غیر موجود۔ باطنیہ کے نزدیک ہر حکم کا ایک ظاہر ہے ایک باطن۔ اور ہر حکم قطعی کی ایک تاویل ہوتی ہے۔ امام کو اختیار ہے کہ وہ حلال کو حرام کر دے اور حرام کو حلال کر دے اور باطنیہ یعنی آغا خانی فرقہ کے سمجھدار لوگوں کے یہی عقائد ابھی تک پائے جاتے ہیں۔ ویسے عوام تو امام کو خدا کا اوتار سمجھ لینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔

حسن بن صباح کا سفر مصر | ۴۷۹ھ میں حسن، فاطمیوں کے آٹھویں خلیفہ مستنصر بامر اللہ کے پاس تاجروں کے لباس میں قاہرہ پہنچا اور سات سال تک مصر میں رہا۔ پھر مستنصر کی طرف سے خراسان و بلاد عجم میں داعی مقرر ہوا۔ مستنصر کے تین بیٹے تھے سب سے بڑا نزار، منجھلا احمد مستعلی (جو مستنصر کے بعد خلیفہ ہوا) اور چھوٹا محمد (جس کا لڑکا میمون گیارہواں خلیفہ تھا) وداع کے وقت حسن بن صباح نے مستنصر بامر اللہ سے پوچھا کہ آپ کے بعد میرا امام کون ہے۔ اس نے اپنے سب سے بڑے بیٹے نزار کا نام لیا لیکن مستنصر دراصل برائے نام خلیفہ تھا۔ حکومت دراصل اس کا وزیر افضل کر رہا تھا۔ حسن کی روانگی کے دوسرے سال ہی مستنصر کے مرنے کے بعد افضل نے بجائے نزار کے احمد مستعلی کو خلیفہ بنا دیا۔ نزار اسکندریہ بھاگ گیا اور وہاں کے گورنر التگین کو اپنے ساتھ ملا کر بغاوت کر دی۔ افضل نے حملہ کر کے التگین کو قتل کیا اور نزار کو اس کے بھائی خلیفہ کے حوالہ کر دیا۔ خلیفہ نے نزار کو دیوار میں چنوا دیا مگر بعض مورخین کہتے ہیں کہ کچھ پتہ نہیں چلا کہ خلیفہ کے حوالہ کرنے کے بعد نزار کا کیا حشر ہوا نزاریے کہتے ہیں کہ نزار کا بیٹا ہادی قید سے بھاگ کر بلاد عجم میں چلا آیا تھا اور یہاں ہادی الموت کے اسماعیلی امام پیدا ہوئے۔ کیونکہ حسن بن صباح نے احمد مستعلی کو جائز خلیفہ تسلیم نہیں کیا تھا۔

فرقہ نزاریہ آغا خانی | اس وقت سے اسماعیلیوں کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک نزاریہ جو نزار کو اور اس کی اولاد کو امام برحق تسلیم کرتا ہے اور وہ حسن بن صباح کے پیرو ہیں جن میں ہندو پاک کے یہی آغا خانی بھی ہیں۔ دوسرے وہ جو مستعلی اور ان کی اولاد کو امام برحق سمجھتے ہیں

اور وہ مستعلویہ کہلاتے ہیں جو ہندوپاک کے بوہری شیعہ ہیں مستعلی کے بعد اس کا لڑکا ابوعلی منصور آمر باحکام اللہ فاطمین مصر کا دسواں خلیفہ مسندنشین ہوا حسن بن صباح کے نزاریہ جب اس کے باپ مستعلی کو ہی غاصب سمجھتے تھے تو اس کے بیٹے آمر کو کس طرح تسلیم کرتے اس لئے حسن کے جانشین کیا بزرگ نے ایک عرصہ سے اپنے دس فدائی آمر کے قتل کرنے کو روانہ کئے ہوئے تھے جنہوں نے ۲ ذیقعد ۵۲۴ھ کو جب کہ آمر سیرگاہ سے واپس آرہا تھا اس پر یک بارگی حملہ کر کے قتل کر دیا اور قصاص میں بڑی خوشی سے خود قتل یا بزعمش شہید ہو گئے۔

بوہروں کا منتظر امام | اسی امام آمر بامر اللہ کے متعلق مستعلویہ کا اعتقاد ہے کہ شہادت کے وقت انہوں نے دو سال چند ماہ کے ایک صاحبزادے ابوالقاسم طیب نام کو چھوڑ کر انتقال کیا اور گیارھویں خلیفہ میمون کو توصرف نابلوغت بطور ایجنٹ کے مقرر کیا گیا تھا۔ مگر دو سال بعد میمون کی نیت بدل گئی۔ تو طیب نے "ستر غیبت" اختیار کر لی۔ کیونکہ یہ خبر پہلے ہی امام آمر نے دے دی تھی اور حکم دے دیا تھا کہ شمس امامت کا غیبت میں جانے کا وقت آگیا ہے۔ جب میمون کی نیت میں فرق دیکھو اسی وقت میرے فرزند طیب کو لے کر تقیہ اور "ستر" اختیار کر لینا۔ پھر ایسا ہی ہوا تو اب بوہرے اس امام طیب کی نسل درنسل امام کا ہر زمانہ میں موجود ہونا واجب اور فرض سمجھتے ہیں۔ اور ہر لحظہ ان کے ظہور کے منتظر ہیں۔

فرقہ اثنا عشری کے منتظر امام | بالکل اسی طرح جس طرح کہ شیعہ اثنا عشری امام محمد بن عسکری کے منتظر ہیں۔ جو کہ اس سے سوا دو صدی قبل اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد صرف دو چار سال کی عمر میں خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کے خوف سے غار سرمن رائی میں غائب ہو گئے تھے۔ اور اثناء عشری شیعہ منتظر حجت اور قائم سمجھ کر اب تک ہر وقت ان کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔

باطنیہ نزاریہ کا عروج و زوال | حسن بن صباح ۲۶ جمادی الثانی ۵۱۸ھ کو فوت ہو گیا اس وقت مصر کا خلیفہ آمر باحکام اللہ تھا اور بغداد کا عباسی خلیفہ ابو منصور فضل مسترشد باللہ

تھا۔ مگر حسن بن صباح کی حکومت قلعہ الموت سے دُور دُور تک پھیل گئی تھی ۴۹۲ھ میں اس نے اصفہان کو اور ۵۰۳ھ میں شیراز کو بھی فتح کر لیا۔ نزاریہ فدائیوں سے نہ صرف رعایا بلکہ بادشاہ بھی خائف و لرزاں رہتے تھے۔ خلیفہ آمر کے علاوہ حسن نے اپنے قدیمی دوست اور محسن نظام الملک طوسی کو اپنے فدائیوں کے ہاتھوں قتل کروا دیا۔ ملک شاہ سلجوقی کو ایک غلام فدائی نے زہر دیدیا۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے امام کے حکم پر نہایت قلیل تنخواہ بلکہ صرف کھانے کپڑے پر ہی ملازمت اختیار کر لیتے اور پھر موقع ملتے ہی امام کا حکم قتل یا زہر جو بھی ہوتا بجالاتے اور پھر اقرارِ جرم بھی کر لیتے تاکہ درجہ شہادت حاصل کر کے جلد تر جنت موعود میں پہنچ جائیں۔ غرضیکہ حسن کی فوتیدگی کے وقت باطنیہ سلطنت دور تک پھیلنے کے ساتھ مستحکم ہو چکی تھی۔ اور کافی عرصہ یعنی ۱۷۲ سال تک یہ حکومت قائم رہی جس میں مندرجہ ذیل بادشاہ ہوئے۔

خلفائے الموت نزاریہ

نمبر شمار	نام بادشاہ	سن جلوس	سن وفات	نمبر شمار	نام بادشاہ	سن جلوس	سن وفات
۱	حسن بن صباح	سنہ ۴۸۳ھ	سنہ ۵۱۸ھ	۵	محمد ثانی بن حسن [۵]	سنہ ۵۶۱ھ	سنہ ۶۰۷ھ
۲	کیا بزرگ [۱]	سنہ ۵۱۸ھ	سنہ ۵۳۲ھ	۶	جلال الدین ثانی بن محمد ثانی [۶]	سنہ ۶۰۷ھ	سنہ ۶۱۸ھ
۳	محمد بن کیا	سنہ ۵۲۳ھ	سنہ ۵۵۷ھ	۷	علاؤ الدین بن جلال الدین [۷]	سنہ ۶۱۸ھ	سنہ ۶۵۳ھ
۴	حسن بن محمد [۲]	سنہ ۵۵۵ھ	سنہ ۵۶۱ھ	۸	رکن الدین بن علاؤ الدین [۸]	سنہ ۶۵۳ھ	سنہ ۶۵۴ھ

[۱] کیا بزرگ بڑا متشدد تھا ابو ہاشم گورنر گیلان اور تین بادشاہ اس کے حکم سے فدائیوں نے مار دیئے [۲] آخری عمر میں جنون ہو گیا تھا۔ سالے کے ہاتھوں مارا گیا [۵] محمد ثانی اس کے وقت میں نزاریوں کی شامی شاخ ایرانیوں سے الگ ہو گئی اور رشید الدین ابوالحشر جو سنان کے لقب سے مشہور تھا۔ شامی باطنیہ کا سردار ہو گیا۔ اس نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا پھر اپنے کو اوتار کہنے لگا۔ آغا خانیوں کا ابھی تک یہی عقیدہ ہے۔ محمد ثانی کو اس کے بیٹے جلال الدین نے قتل کر دیا [۶] باطنیہ عقائد سے توبہ کر کے ان کی سب کتابیں جلا دیں۔ چنگیز خان حملہ آور ہوا تو اس سے صلح کر لی [۷] علاؤ الدین پھر باطنیہ ہو گیا اور اہل سنت علماء کو مروا ڈالا۔ اس کے بیٹے رکن الدین نے اس کو مروا دیا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

سر آغا خاں کے اجداد | ۶۵۴ھ میں ہلاکو خاں نے نزاریہ باطنیہ کی حکومت تو ختم کر دی مگر ان کے لاج دخفیہ دعوت کے فرامشن خانے ابھی تک عرب و شام اور ایران وغیرہ میں جاری تھے جن میں داعی الدعاۃ اپنے موجودہ امام کی طرف سے مذہب نزاریہ باطنیہ کی دعوت دیتے رہے۔

ایران میں نزاریہ اپنی کثرت کی وجہ سے حکومت قاچار کی نظر میں خاص عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ اور بادشاہ فتح علی شاہ ۱۷۹۶ء نے نزاریہ کے چھیالیسویں امام حسن علی شاہ کی بڑی عزت و احترام کے باعث انہیں "آغا خاں" کہا کرتا تھا۔ اور ان کو کرمان کا گورنر مقرر کر دیا۔ مگر جب اپنے وزیر اعظم حاجی ابراہیم کو فتح علی شاہ نے قتل کرا دیا تو آغا حسن علی شاہ کو اپنے متعلق بھی اندیشہ محسوس ہوا۔ تو وہ کرمان سے بمبئی چلا آیا۔ یہاں بھی اس کے ہزاروں مرید تھے۔ تو انگریزوں نے اس کو فرقہ نزاریہ کا پیشوا تسلیم کر لیا۔ ان کے بعد حال ہی میں وفات پانے والے سر آغا خاں کے والد ماجد "آغا خاں" ثانی مقرر ہوئے مگر ۱۸۸۵ء میں انتقال کر گئے تو ، ر اگست ۱۸۸۵ء کو ۸ سال کی عمر میں سر آغا خاں آغا خاں ثالث فرقہ نزاریہ کے اڑتالیسویں امام کی حیثیت سے گدی نشین ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد اب شہزادہ کریم انچاسویں امام مقرر ہوئے۔ اس وقت آغا خانی نزاریہ۔ ایران۔ افغانستان۔ ترکی۔ چین۔ وسط ایشیا۔ زنجبار۔ رنگون۔ ملایا۔ ہندوستان۔ پاکستان۔ مصر بلکہ مغربی افریقہ تک پائے جاتے ہیں۔

دروزیوں کا منتظر امام | شام میں اسماعیلیوں کا ایک فرقہ دروزی کہلاتا ہے جو فاطمیین کے چھٹے خلیفہ مصر حاکم بامر اللہ کو خدا کا مظہر تسلیم کرتا ہے۔ آغا خانیوں کی طرح نہ ختنہ، نہ نماز، نہ روزہ نہ حج زکوٰۃ وغیرہ کسی کا بھی پابند نہیں ہے۔ شراب پیتے ہیں اور خنزیر کھاتے ہیں۔ ان کا اعلان ہے کہ

"ہمارے سردار حاکم عز اسمہ اسماعیل کے بیٹے تھے جو علی ابن ابی طالب کی نسل سے تھے۔ اور ان کی والدہ فاطمہ بن محمد تھی مصر میں پیدا ہوئے اور چھتیس برس سات مہینے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) (مقصود رکن الدین) ہلاکو خاں نے اس کو اور ہزاروں باطنیہ کو قتل کر کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا۔ شام کی شاخ کو صلاح الدین ایوبی نے منتشر کر دیا۔

قیام کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ روانگی یا غیبت سے پیشتر انہوں نے ایک مقدس فرمان لکھ کر مسجد میں لٹکوا دیا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ اگر ان کی مرضی ہوئی تو چند روز پھر دنیا میں تشریف لائیں گے۔"

ہوا یہ تھا کہ قاہرہ کے پاس جبل مقطم پر خلوت گاہ بنا رکھی تھی۔ رات کو جا رہے تھے کہ کسی نے قتل کر دیا۔ آٹھ دن تک خلیفہ کی واپسی کا انتظار کیا جب واپس نہ آئے تو لوگ تلاش میں پہاڑ مقطم کی طرف گئے تو دیکھا کہ بادشاہ کا گدھا قمر آگے کے دو پاؤں کٹا پڑا ہے۔ پھر تھوڑے فاصلہ پر ایک گڑھے میں بادشاہ کے کپڑے ملے جن میں خنجروں سے سوراخ ہو رہے تھے مگر لاش کا پتہ نہ چلا جس سے دروزیوں کا اعتقاد ہے کہ مولانا الحاکم اعلی اللہ شانہ نے غیبت اختیار فرمائی ہوئی ہے۔

ویسے حاکم خلفائے فاطمیین میں سب سے زیادہ متقی تھا یہاں تک کہ شطرنج کھیلنے پر بھی پٹواتا تھا۔ ابن خلدون اس کی بہت تعریف کرتا ہے ۴۰۲ھ میں اس نے حکم دیا کہ خلیفہ کے واسطے زمین بوسی نہ کی جائے۔ نہ سلام کے وقت ہاتھ چومے جائیں کیونکہ مخلوق کے لئے زمین کی طرف جھکنا رومیوں کا فعل ہے جو توحید کے خلاف ہے۔ اس کے عوض صرف السلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کریں۔ محل کے گرد طبل باجہ بجانے کی سخت ممانعت تھی۔ عورتوں کو باہر نکلنے کی سخت ممانعت تھی۔ نجومیوں اور گانے بجانے والیوں کو ملک سے نکال دیا گیا۔ رات کو گدھے قمر پر بیٹھ کر خود شہر میں گشت کرتا اور مظلوموں کی فریاد سن کر حاضر ہونے کا حکم دیتا۔ اور حاضری پر پورے انصاف سے کام لیتا۔ البتہ وہ اسماعیلی شیعہ ضرور تھا سب سے پہلے اسی نے اذان میں اشہد ان علیاً ولی اللہ کا کلمہ شامل کیا تھا جو کہ اب تک اثنا عشریوں کی اذان میں بھی چلا آتا ہے۔

سویدانی اور خضروی | باطنیہ کے دو بگڑے ہوئے فرقے سویدانی اور خضروی بھی ہیں یہ دونوں بھی حضرت علیؓ میں شان الوہیت تسلیم کرتے ہیں۔ اور ارکان اسلام کے پابند نہیں ہیں۔ صرف نجف اشرف، روضہ حضرت علیؓ کی زیارت کر لینا ہی ان کا سب کچھ ہے۔ خضرویوں کا مرکز شہر میاہ میں ہے جو کہ حماۃ کے قریب ہے سویدانیوں (باقی بر صفحہ ۴۷)